

**Journal of Religion & Society (JR&S)**

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: [3006-1296](https://doi.org/10.5281/zenodo.18270923) Online ISSN: [3006-130X](https://doi.org/10.5281/zenodo.18270923)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](https://openjournalsystems.org/)

<https://doi.org/10.5281/zenodo.18270923>

---

**Methods to Counter the Negative Effects of Economic Trends In The Light Of the Quran and Sunnah**

معاشر جان کے منفی اثرات کے دربارے کے طریقے قرآن و سنت کی روشنی میں

**Hafiz Muhammad Ibrahim**

Ph.D Scholar Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

[ibrahimsajid56@gmail.com](mailto:ibrahimsajid56@gmail.com)

**Prof. Dr Nasiruddin**

Associate Professor and Chairman(R), Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

**ABSTRACT**

*This article examines the negative impacts of prevailing economic tendencies and the contemporary economic crisis in light of the Qur'an and Sunnah. It argues that the root cause of economic disorder, social injustice, and systemic crises lies in human greed, love of wealth, and the resulting concentration and stagnation of capital (hoarding of wealth). Drawing upon Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and classical Islamic jurisprudence, the study presents Islam's comprehensive framework for preventing wealth concentration and ensuring continuous economic circulation. The paper identifies three core Islamic mechanisms for eliminating hoarding and revitalizing wealth: voluntary spending (Infaq), obligatory redistribution through Zakat, charity and endowments (Sadaqat and Awqaf), and the laws of inheritance and bequest (Tawreeth and Wasiyyah). It further highlights three prohibited economic practices—interest-based transactions, gambling and speculative practices, and invalid commercial dealings—as primary drivers of unjust wealth accumulation. Special emphasis is placed on Infaq fi Sabilillah as a moral, social, and economic instrument that encompasses personal, familial, communal, and state-level expenditures. The study elaborates on the concept of surplus wealth ('afw), basic human needs, and the wide spectrum of legitimate beneficiaries of voluntary spending as outlined in the Qur'an. It demonstrates that Islam prioritizes moral persuasion, spiritual accountability, and ethical motivation over coercive economic measures, while still granting the Islamic state authority to intervene during crises, emergencies, or structural injustices. The article concludes that sincere implementation of Islamic economic principles—particularly regular circulation of surplus wealth—can effectively prevent economic stagnation, reduce inequality, stabilize societies, and offer sustainable solutions to modern economic crises. Methods to counter the negative effects of economic trends in the light of the Quran and Sunnah.*

**Keyword:** Economics, economic problems, effects, Islamic economics, problem solving, methods of the Quran and Sunnah.

## تعارفِ موضوع

معاصر انسانی معاشرہ جن فکری، اخلاقی اور تمدنی بھر انوں سے دوچار ہے، ان میں ”معاشی رجحان (Economic Orientation)“ کا غیر متوازن اور مادہ پرستانہ غلبہ ایک بنیادی سبب کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ جدید دنیا میں معاشری ترقی کو کامیابی، عزت اور اقتدار کا واحد معیار بنادیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں فرد اور معاشرہ دونوں سطھوں پر حرص، طمع، خود غرضی، طبقاتی تفاوت، اسحتصال، بے انسانی اور اخلاقی اخبطاط جیسے منفی اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں سمت جانا، کمزور طبقات کا معاشری اسحتصال، حلال و حرام کی تمیز کا مٹ جانا، اور انسانی اقدار کا منڈی کی منطق کے تالیع ہو جانا، اس غیر متوازن معاشری رجحان کے نمایاں مظاہر ہیں۔ یہ صورت حال نہ صرف معاشرتی عدل و توازن کو متاثر کرتی ہے بلکہ روحانی سکون، اجتماعی ہم آہنگی اور انسانی وقار کو بھی شدید نقصان پہنچاتی ہے۔

اسلام، بطورِ دین کامل، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول معيشت کے لیے جامع، متوازن اور فطرت سے ہم آہنگ اصول فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں معاشری سرگرمی کو انسانی زندگی کا لازمی جزو تسلیم کیا گیا ہے، مگر اسے مقصدِ حیات نہیں بلکہ وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشری رجحان کو اخلاق، عدل، تقویٰ اور ذمہ داری کے مضبوط اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے، تاکہ دولت انسانی فلاح کا ذریعہ بنے، نہ کہ فساد، تفخر اور ظلم کا آله۔ قرآن مجید بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، انسان اس کا محض امین ہے، اور اس کے استعمال میں جواب دی کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح سنت نبوی ﷺ میں کسب حلال، قناعت، ایثار، افقاں، زکوٰۃ اور معاشرتی ذمہ داری کو ایسی تدریس قرار دیا گیا ہے جو معاشری رجحان کے منفی اثرات کو جڑ سے ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

### موجودہ معاشری بحران:

یہ حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ کو تباہ و برباد اور نظام معيشت کو درہم و برہم کر دینے والی تمامتر خرابیوں اور بدکاریوں کی جڑ قوی معيشت میں ہو سی زر اور اس کے نتیجے میں پروان چڑھنے والی ”زر اندوزی“ ہے، جس کو معاشیات کی اصلاح میں اکتباً زر اور انجماً دولت کہتے ہیں۔ موجودہ معاشری بحران اور اس کے رفع کرنے کی تدابیر کو قرآن کچھ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُدِيقَهُمْ بَعْضُ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ“۔<sup>1</sup>

ترجمہ:... ”انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے برو بحر میں فساد برپا ہے، تاکہ خدا ان کی کچھ بداعمالیوں کا مرا اُن کو چکھاوے، شاید وہ باز آ جائیں“۔

## حلال ذرائع معاشیات:

اسلام نے اس الکتازِ زر اور انجمادِ دولت کی بیخِ ہکنی کرنے اور دولت کو چند ہاتھوں میں سمنے سے بچانے کی، یعنی سرمایہ کو متحرک رکھنے کی اور سمٹی ہوئی دولت اور محمد سرمایہ کو گردش میں لانے کی تین تدبیریں تجویز کی ہیں:

۱: انفاق

۲: زکوٰۃ و صدقات و اوقاف

۳: توریث و وصیت

## حرام ذرائع معاشیات

اور زر اندوزی کو جنم دینے اور پروان چڑھانے والے تین حرام ذرائع:

۱: سود اور سودی کاروبار، یعنی بینکاری۔

۲: جو، سٹھ اور بیمه کاری۔

۳: بیوں فاسدہ۔ یعنی ناجائز معاملات کو قطعاً حرام اور ممنوع قرار دیا ہے۔

ہم اول مذکورہ بالا تدبیر پر قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی بحث کریں گے، اس کے بعد زر اندوزی کو جنم دینے والے حرام ذرائع پر مفصل بحث کریں گے اور قومی معيشت میں ان کے تبادل صحیح طریق کا بتائیں گے، ان شاء اللہ العزیز! تاکہ مکمل طور پر اسلام کا اقتصادی نظام سامنے آجائے۔

انفاق:

محمد سرمایہ اور زر اندوز طبقہ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

”وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الدِّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلٍ اللَّهُ فَبَتَرِرْبُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْلَمُى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَنُكَلُوا بِهَا حِبَابُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ بِهَا مَا كَنَزْتُمْ لَا نُفْسِىْمَ فَقُوْفُوا مَا كَنْتُمْ تَكْنِزُونَ<sup>2</sup>

ترجمہ: ”اور جو لوگ سونے، چاندی کو دبا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبی! ) تم ان کو بشارت دے دو دردناک عذاب کی، جس دن اس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو، پہلوؤں کو اور پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہی سونا چاندی تو ہے جو تم نے اپنے لیے دبا کر کھاتھا، پس اب چکھو اس کو دبا کر رکھنے کا مزا۔“

یہ آیت کریمہ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ جو بھی سونا چاندی یعنی سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہ کیا جائے، یعنی ایک یا چند ہاتھوں میں جمع ہو کر جام ہو جائے، وہ کنز ہے اور اس کا الکتاز، حرام اور موجب عذاب شدید ہے، لیکن جو سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا جاتا رہے، یعنی

مختلف ہاتھوں میں گردش کرتا ہے، آثار ہے، جاتار ہے، وہ خواہ کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو، اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، جس کا شکر اللہ کے حکم کے مطابق اس کا اظہار یعنی خرچ کرنا ہی ہے، ارشاد ہے: ”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدَّثْ“ اور ارشاد نبوي علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وہ اکتساب خیرات و حسنات کے لیے بہترین معاون ہے، ارشاد ہے: ”نَعَمْ الْعُونَ الْمَالُ الْحَلَالُ۔“ اسلام، حکومت کو بھی اکتنا زر کی اجازت نہیں دیتا، چنانچہ محابات میں حاصل شدہ دشمنوں کے اموال۔۔۔ مال غنیمت۔۔۔ کو بھی۔۔۔ جو بیظاہر خالص حکومت کی آمد نیاں ہیں۔۔۔ دوسرے عام انفاقات کی طرح غانمین اور فقراء و مسَاکین و غیرہ پر تقسیم کر دینے کا حکم دیتا ہے، قرآن عزیز کا حکم ہے:

”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَنِّيْمُ مِنْ شَيْءٍ فَلَنَّ اللَّهُ الْحُمْسَةُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ“۔<sup>3</sup>

ترجمہ ”اور یاد رکھو! جو کچھ بھی تم کو مال غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے، رسول کے واسطے اور رسول کے قرابت داروں کے واسطے اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔“

چنانچہ کل مال غنیمت کے چار حصے غانمین۔۔۔ شریک جنگ مجاہدین۔۔۔ کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ مذکورہ بالامدادات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور نہ ہی پندرہ دولت مندوں کو مزید دولت مند بنانے کا اختیار دیتا ہے، چنانچہ مال فئے۔۔۔ بغیر جنگ کیے دشمنوں کے حاصل شدہ اموال۔۔۔ کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے حکم کے ذیل میں انجما دولت کے خطرہ سے قرآن عظیم نے ذیل کے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے: ”وَمَا أَفَىَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَبْلَى الْفَرَى فَإِلَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ كَمْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ“۔<sup>4</sup>

ترجمہ: ”اور جو مال اللہ نے بستی والوں سے بغیر جنگ کیے اپنے رسول کو پہنچایا، پس وہ اللہ کے واسطے، رسول کے واسطے اور اس کے قرابت داروں کے واسطے ہے اور یتیموں کے، محتاجوں کے، مسافروں کے واسطے ہے، تاکہ مال تم میں سے (صرف) وہ دولت مندوں کے درمیان ہی آنے جانے والا نہ ہو جائے۔“

### انفاق کے دو مرتبے

اس انفاق فی سبیل اللہ۔۔۔ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہنے۔۔۔ کے دو درجے ہیں:

ایک ادنی، جس کے بعد جمع شدہ مال شرعاً نہیں رہتا۔

دوسرہ عالیٰ جو عند اللہ مطلوب ہے۔

ادنی درجہ کو حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

”مَنْ كَنَزَ هَا قَلْمَ يُؤَدِّي زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ“ ۵

ترجمہ: ”ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی، وہ کنز نہیں ہے۔“

اعلیٰ مرتبہ کو قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

”يَسْلَوْنَكَ مَادَأْ يُنْفِقُونَ فُلِ الْعَفْوُ“ ۶

ترجمہ: ”(اے نبی!) وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا (یعنی کتنا) مال خرچ کریں؟ تم کہہ دو زائد مال (خرچ کرو)۔“

باتفاقِ مفسرین صاحبِ مال کی حاجاتِ اصلیہ سے فاضلِ مال ”عفو“ کا مصدقہ ہے۔ انسان کی حاجاتِ اصلیہ کی تشخیص بھی قرآن عزیز میں بیان فرمائی ہے:

### ا: حد اعدال

ارشاد ہے:

۱: فَلْ مَنْ حَرَمَ زِيَّةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيَّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ“ ۷

ترجمہ: ”(اے نبی!) تم کہہ دو، کس نے حرام کیا ہے اللہ کی (دی ہوئی) زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور حلال و عمدہ کھانے (پینے) کی جیزوں کو۔“

۲: يَا بَنِي آدَمَ حُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُّوا وَاشْرُبُوا وَلَا تُنْسِرُ فُؤَا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ“ ۸

ترجمہ: ”اے اولادِ آدم! لے لو اپنی آرائش (کے لباس) کو ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور (اس میں) بے جا خرچ مت کرو، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا ہے جا خرچ کرنے والوں کو۔“

۳: فَكُلُّوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ“ ۹

ترجمہ: ”پس جو حلال و طیب روزی اللہ نے تمھیں دی ہے، اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔“

### ۲: سترپوش اور باؤقار

ارشاد ہے:

۱: يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذِلِكَ

صحيح بخاری: الرقم الحديث: 1404 5

القرآن, 2: 219 6

القرآن, 7: 32 7

القرآن, 7: 31 8

القرآن, 16: 114 9

10 " ٢٠  
- خلر

ترجمہ: ”اے آدم کی اولاد! ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو چھپائے تمہاری شر مگاہوں کو اور زینت کا لباس اور پرہیزگاری کا لباس تو سب سے بہتر ہے۔“

۲: وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيْمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيْمُ بَأْسَكُمْ كَذِلِكَ يُتْمِ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعْلَكُمْ تُسْلِمُونَ“ ۱۱-

ترجمہ: ”اور (اللہ نے) بنادیے تمہارے کرتے جو بچاتے ہیں تم کو گرمی (سردی) سے اور ایسے کرتے (زر ہیں) جو بچاتے ہیں تم کو لڑائی میں، اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے تم پر اپنا انعام، تاکہ تم فرمابندرداری کرو۔“

### ۳: مکان اور اشات الپیٹ

١: وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخْفُونَهَا يَوْمَ طَعْنَكُمْ وَيَوْمَ إِفَاقِمَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَابِعًا إِلَى حِينٍ - ١٢

ترجمہ: ”اور اللہ نے بنادیے تمہارے گھر تمہارے مکن اور بنادیے چوپا یوں کی کھالوں کے گھر (چر می خیمے) جو تم آسانی سے اٹھا لیتے ہو جب سفر میں ہوتے ہو اور جب قیام کی حالت میں ہو اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے گھروں کا سامان اور استعمال کی چیزیں تاھیں حالت“۔

قرآن حکیم کی یہ چند آپات بطور ”گلے از گزارے“ ہم نے انتخاب کی ہیں، ان آپات میں انسان کی تین مسلمہ بنیادی ضرورتوں:

اہل غزا،

لساں، ۲:

س: مسکن و مکان اور ان کے لوازمات سے حسی استطاعت اتفاق کا حکم فرمائیے، بشرطیکہ اس میں اسراف فضول خرچی نہ ہو۔

## عفو و فاضل مال کی تعریف

قرآن و حدیث کی تفصیلی تعلیمات کی روشنی میں علماء نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کے حرف، معاشی مشغله اور منصب کے اعتبار سے حدِ اعتدال میں رہ کر مذکورہ بالا ہر سہ ضروریات اور ان کے لوازمات ہر شخص کی حوالج اصلیہ ہیں۔ حال و آمل کے اعتبار سے جس قدر مال ان کے لیے ضروری ہو، اس سے جو مال و دولت فاضل ہو وہ عغفونا مصدق اق ہے۔ اس کو اللہ جل مجدہ کے تجویز کردہ مصارف و مدتات میں خرچ کرتے رہنا اتفاق فی سبیل اللہ کا اعلیٰ مرتبہ اور عند اللہ مطلوب ہے، اسی کے ذریعہ نظام معيشت اکتنا زر کے خطرہ سے قطعی طور پر محفوظ و مامون رہتا ہے، صحیح مسلم میں حدیث قدسی میں آیا ہے:

القرآن, 26:7	10
القرآن, 81:16	11
القرآن, 80:16	12

”قال الله تعالى: ابن آدم أَنْفَقَ أَنْفَقَ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللهِ مَلَائِي سَحَاء لَا يَغْيِضُهَا شَيْءٌ اللَّيلُ وَالنَّهَارُ“<sup>13</sup>

ترجمہ:... ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو (جو میں نے دیا ہے) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہے، رات دن برس رہا ہے۔“

نبی رحمت احضرت امام اعرضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہیں:

”أَنْفَقَى وَلَا تَحْصِى فِي حَصْنِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَلَا تَوْعِي فِي وَعِنْدِ اللَّهِ عَلَيْكَ“<sup>14</sup>

ترجمہ:... ”تم خرچ کیے جاؤ اور شمارنہ کرو کہ اللہ تم پر شمار کرنے لگے اور تھیلیوں میں جمع کر کے مت رکھو کہ اللہ بھی اپنی تھیلی کامنہ بند کر لے۔“

### مصارف و مددات اتفاق

قرآن حکیم نے اس اتفاق کے مصارف و مددات بھی تجویز فرمادی ہیں، مگر یہ مصارف اتفاق یقیناً مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ ہیں، اس لیے کہ مصارفِ زکوٰۃ و صدقات تو ”إنما الصدقات“ کے عنوان سے قرآن حکیم نے مستقل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ وجہ فرق زکوٰۃ کی بحث میں آتے ہیں۔

۱-مال باپ، ۲-قرابت دار، ۳-یتیم، ۴-مسکین، ۵-مسافر، ۶-عام مصارف خیر

مقدار اتفاق اور مصارف اتفاق کے ذیل میں ارشاد ہے:

”يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنِيبُونَ فَلْمَا أَنْفَقُتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلَلُؤْلُؤُ الدَّيْنِ وَالْأَقْرَبَيْنَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ حَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ“<sup>15</sup>

ترجمہ:... ”وہ تم سے دریافت کرتے ہیں: ہم کیا خرچ کریں؟ تم ان سے کہہ دو: جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لیے اور قریب تر رشتہ داروں کے لیے، یتیموں، محتاجوں، مسافروں کے لیے (خرچ کرو) اور جو بھی یہیں کام تم کرتے ہو، اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔“

۷-سائل، ۸-غیر مستطیع مدیون

الواعِ بر کے ذیل میں ارشاد ہے:

”وَاتَّى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ“<sup>16</sup>

ترجمہ:... ”اوہ مال دے اس کی محبت کے باوجود، رشتہ داروں کو، یتیموں کو، محتاجوں کو، مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گرد نیں چھڑانے میں۔“

واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں یہ اتفاق زکوٰۃ کے علاوہ ہے، اس لیے کہ اداء زکوٰۃ کا ذکر تو اسی آیت میں مستقل عنوان ”واتی الزکوٰۃ“ کے تحت فرمایا ہے۔

صحيح مسلم، الرقم الحديث: 2308 13

صحيح مسلم، الرقم الحديث: 2376 14

القرآن، 2:152 15

القرآن، 2:177 16

۹- ہمسایہ قریب، ۱۰- ہمسایہ بعید، ۱۱- شریک حرفہ، ۱۲- مملوک غلام کنیز

اس اتفاق کا درجہ اللہ کی عبادت کے بعد ہے، ارشاد ہے:

”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْأُولَادِينِ إِخْسَانًا وَبَذِئِي الْفُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْجَارِ ذِي الْفُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنْبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكْتُ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا“<sup>17</sup>

ترجمہ: ... اور عبادت کرو اللہ کی اور شریک مت کرو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قربت داروں کے ساتھ، تینیوں، محتاجوں کے ساتھ اور پاس کے پڑو سی کے اور دور کے پڑو سی کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے (شریک حرفہ) کے ساتھ اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (غلام کنیز یا نوکر خادم) ان کے ساتھ، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے، شیخی مارنے والے لوگوں کو۔

۱۳- بیوی، ۱۴- اولاد

شوہروں کو بیویوں پر نوقیت حاصل ہونے کی ایک وجہ معاشی کفالت ہے، ارشاد ہے:

۱۴- ”الرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ“

ترجمہ: ”مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس لیے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو (مردوں کو) بعض پر (عورتوں پر) اور اس لیے کہ وہ (مرد) خرچ کرتے ہیں ان پر اپنے مال“۔

۱۵- ”وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقٌ هُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ“<sup>19</sup>

ترجمہ: ”اور جس کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (دودھ پلانے والیوں) کی خوراک اور لباس (کا خرچ)۔“

۱۶- حرب و دفاع و رفاه عامہ

قرآن حکیم سامانِ حرب و دفاع وغیرہ پر اموال خرچ نہ کرنے کو اپنے ہاتھوں اپنی موت بلانے کے مراد فردا دیتا ہے، ارشاد ہے:

”وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُنْفِقُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى التَّهْلِكَةِ“<sup>20</sup> (

ترجمہ: ”اور اللہ کی راہ میں (لڑائی میں) خرچ کرو اور اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔“

۱۷- سائل، ۱۸- غیر سائل

قرآن کریم انسان کے مال میں سائل وغیر سائل ہر دو کا حق تجویز کرتا ہے:

”وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ“<sup>21</sup> -

ترجمہ: ”اور ان (اللہ سے ڈرنے والوں) کے اموال میں حصہ ہے: مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (ضرورت مندوں) کا۔“

17- القرآن, 4:36

18- القرآن, 4:34

19- القرآن, 2:233

20- القرآن, 2:195

21- القرآن, 51:19

نیز مانگنے والے بامیت ضرورت مند کو مانگنے والے پر ترجیح دیتا ہے اور ارباب اموال کو ایسے غیور ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ارشاد ہے:

”إِلْفَقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْسِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَخْسِبُهُمُ الْجَابِلُ أَغْنِيَاهُ مِنَ التَّعْفُفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلَحَافًا“<sup>22</sup>

ترجمہ: ”(وہ صدقات و خیرات) ان ضرورت مندوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیتے گئے ہیں (ابنی زندگی اللہ کے لیے وقف کر دی ہے، اس لیے) وہ زمین میں (کاروبار کے لیے) سفر نہیں کر سکتے، نادان آدمی ان کو غنی سمجھتا ہے، تم ان کے چہروں سے ان کو پچان لو گے (کہ یہ ضرورت مند ہیں) وہ نہ سوال کرتے ہیں، نہ اصرار۔“

بہر صورت سائل کو جھٹکنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے، بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر اللہ نے تم کو وسعت دی ہے تو اس کی ضرورت پوری کر کے شکر نعمت ادا کرو، ورنہ نرمی سے معذرت کر دو، ارشاد ہے:

”بِوَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهِرْ وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“<sup>23</sup>

ترجمہ: ”مانگنے والے کو مت جھٹکو اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو۔“

”بَقُولُ مَعْرُوفٍ وَمَغْفِرَةٍ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتَبَعُهَا أَذَى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ“<sup>24</sup>

ترجمہ: ”بھلی بات کہہ دینا اور (سائل کی ترش کلامی کو) معاف کر دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ایذ ارسانی ہو۔“ یہ اتفاق کچھ مالداروں اور دولت مندوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان خواہ خوشحال ہو، خواہ تنگدست، اپنی استطاعت کے مطابق اس کا مخاطب ہے، ارشاد ہے:

”أَعَدَّتُ لِلنَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّائِيْ وَالضَّرَّائِيْ وَالْكَاظِمِيْنَ الْعَيْنِيْ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ“<sup>25</sup>

ترجمہ: ”وہ جنت تیار کی گئی ہے پرہیز گاروں کے لیے، جو خرچ کرتے ہیں خوشحال میں بھی اور تنگدستی میں بھی اور ضبط کرتے ہیں غصہ کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں (کی خطاوں) کو اور اللہ پسند کرتا ہے نیکو گاروں کو۔“

جو لوگ ان رضاکارانہ طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ان کے متعلق ارشاد ہے:

”الَّذِيْنَ يُلْمِزُوْنَ الْمُطْوَّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَأَهْمَمُ عَدَادُ الْيَمِ“<sup>26</sup>

ترجمہ: ”وہ لوگ جو طعن دیتے ہیں ان ایمان والوں پر بھی جو دل کھول کر خیرات دیتے ہیں اور ان پر بھی جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت و مشقت (کی کمائی)

القرآن,2:273	22
القرآن,11:93	23
القرآن,2:263	24
القرآن,134:3,133:1	25
القرآن,9:79	26

پس مذاق اڑاتے ہیں ان کا، اللہ ان کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس اتفاق سے صرف وہ تھی دست لوگ مستثنی ہیں، جن کے پاس دینے کے لیے بجز دعاء خیر کے اور کچھ نہ ہو۔

”لَيْسَ عَلَى الْضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحَّوَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَيِّلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكُنَّ لِتَحْمِلْهُمْ فَلْتَ لَا أَجُدُّ مَا أَحْمَلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلُّوا وَأَعْيُهُمْ تَقْيِضُ مِنَ الدَّمْعِ حَرَنَا الْأَيْجُدُونَ مَا يُنْفِقُونَ۔“ 27

ترجمہ: ”نبی ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے کچھ گناہ، جبکہ وہ خیر خواہی کریں اللہ اور اس کے رسول کی، نہیں ہے (ایسے) نیکوکاروں پر کوئی (الزام کی) راہ اور اللہ بختنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر (کچھ گناہ) ہے جو تمہارے پاس جب آئے، تاکہ تم ان کو (جہاد کے لیے) سواری دو تو تم نے کہا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کوئی سواری نہیں تو وہ آنکھوں سے آنسو بھاتے (اور اپنی محرومی پر روتے) ہوئے واپس چلے گئے اس غم میں کہ ان کے پاس (جہاد میں) خرچ کرنے کو کچھ نہ تھا۔“

واضح ہو کہ مذکورہ بالا ہر دو آیتیں غزوہ تبوک کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں، لہذا اتفاق حرب و دفاع کی مدت سے متعلق ہے۔

اسلام کے معاشری نظام کو اکتباڑی دولت سے محفوظ رکھنے کی اہم ترین اتفاق سے متعلق ان چند آیات پر ہم اتفاقاً کرتے ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں اس اتفاق کے مصارف و مدت کی تشخیص و تحدید حسب ذیل ہے:

### مستقل اتفاقات:

اہل خانہ: خود، بیوی، نابغہ یا ضرورت مند اولاد، ضرورت مند مال باپ، عبید و اماء، موجودہ زمانے میں ان کی جگہ نوکر و خادم۔

اہل کنبہ: ضرورت مند قرابت دار الاقرب فالاقرب کی ترتیب سے، مجبور و معدور قرابت دار۔

اہل محلہ: ضرورت مند ہمسایہ قریب، ہمسایہ کبیعہ، شریک حرفة و کسب معاش۔

اہل ملک: بیتیم قرابت دار و غیر قرابت دار، مسکین و محتاجین خواہ سائل ہوں خواہ غیر سائل، ضرورت مند اہل حرفة و شرکاء کار۔

قومی و ملکی: مصارفِ حرب و دفاع و رفاه عام۔

### عارضی اتفاقات

غیر مستطیع مسافر، غیر مستطیع مددیون، خسارہ زدہ (دیوالیہ) تاجر و کاروباری۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ اتفاق فی سبیل اللہ کا دائرہ پوری قومی زندگی کے۔۔۔ شخصی، عائی، انفرادی، اجتماعی، قومی و ملکی۔۔۔

مصارف و مدت پر محیط ہے۔ اگر ملک کے اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ طبقات خصوصاً دولت مندوں کا فاضل سرمایہ۔۔۔ جو عنوان کا مصدقہ ہے۔۔۔ اللہ کے حکم کے مطابق مذکورہ بالا مددات میں برابر خرچ ہوتا ہے تو ملک میں سرمایہ کبھی مخدود ہو ہی نہیں سکتا، خواہ ان دولت مندوں کے پاس سرمایہ کتنی ہی فراوانی کے ساتھ کیوں نہ آتا رہے۔ اسلام دین فطرت ہے، اس لیے قرآن حکیم دولت مندوں اور سرمایہ داروں کو اس اتفاق پر مجبور کرنے یعنی

سرمایہ کو متحکم اور دولت کو دائرہ سائز رکھنے میں جر سے کام لینے کے بجائے اخلاقی قوت سے کام لیتا ہے، یعنی حب مال اور ہوس زر اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بخیل و امساک (کنجوسی) کو کافر انہ خصلت اور بدترین رذالت قرار دیتا ہے، ارشاد ہے:

ا: ”كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتَيْمَ وَلَا تَحَاضُرُونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ وَتَأْكُلُونَ التِّرَاثَ أَكْلًا لَمَّا وَتَحْبُونَ الْمَالَ حُبًّا جَمِّاً“<sup>28</sup>

ترجمہ: ”کوئی نہیں، بلکہ تم عزت سے نہیں رکھتے یقین کو اور (ایک دوسرے کو) محتاج کو کھانا کھلانے پر برائیگزینت نہیں کرتے اور کھاجاتے ہو میت کمال سمیٹ سمیٹ کر اور محبت کرتے ہو مال سے جی بھر کر۔“

ب: ”وَلِلَّٰهِ لِكُلِّ بُمَرَّةٍ لَمَرَّةٍ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّهُ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَحْلَدَهُ كَلَّا لَيَبْدَئَنَ فِي الْحُطْمَةِ“<sup>29</sup>

ترجمہ: ”ہلاکت ہے ہر طفے دینے والے عیب چینی کرنے والے کے لیے، جس نے مال خوب سمیٹا اور گن گن کر کھا، وہ سمجھتا ہو گا اس کا مال سدا اس کے ساتھ رہے گا، ہر گز نہیں! وہ ضرور جھوٹ کا جائے گا روندوانے والی آگ میں۔“

ج: ”إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرِبِّهِ لَكَنُودٌ وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَيْدٌ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْحَيْرِ لَشَدِيدٌ“<sup>30</sup>

ترجمہ: ”بیک انسان اپنے پروردگار کے بارے میں بڑا ہی بخیل ہے اور وہ خود ہی اپنے اس فعل پر گواہ ہے اور وہ مال کی محبت میں بہت ہی سخت ہے۔“

د: ”وَلَا يَحْسِبَنَ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌ لَهُمْ سَيِطُوقُونَ مَا بَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“<sup>31</sup>

ترجمہ: ”نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخیل کرتے ہیں اس چیز (کے خرچ کرنے) میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے کہ یہ بخیل ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ بخیل تو ان کے حق میں بہت ہی براہی، طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ مال جس (کے خرچ کرنے) میں انہوں نے بخیل کیا ہے۔“ بلکہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرہ کے عقیدہ کے تحت دنیوی و آخری ترغیبات و تریبات اور وعدو و عیید کے ذریعہ اس اتفاق پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن کریم کا شاید ہی کوئی صفحہ آیات اتفاق اور دنیا و آخرت میں اس اتفاق کے فوائد و منافع اور بخیل و امساک کے دنیوی و آخری نقصان اور مضرات کے ذکر سے غالی ہو گا۔

اس لیے قرآن حکیم زر اندو ز سرمایہ داروں اور مالداروں سے عام حالات میں زبردستی ان کے اموال چھین لینے اور ملکیت سے محروم کر دینے کا حکم نہیں دیتا کہ یہ استھان بالجبرا اور ظلم صریح ہونے کے علاوہ معاشری حیثیت سے ملکی پیداوار میں ترقی کو مسدود کر دینے اور قوم کے حوصلے اور نشاط کا رکوتباہ کر دینے کے مراد فہمیں ہے اور یہ سب سے بڑا معاشری نقصان اور قومی جرم ہے۔

اسلام کے زریں عہد یعنی قرون اولیٰ۔۔۔ عہد صحابہ و تابعین۔۔۔ کی تاریخ شاہد ہے کہ اغنياء صحابہ و تابعین نے اسی قرآنی حکمت عملی کے تحت برضاء و غبت اور بطیب خاطر مذکورہ بالاتمام انفرادی و اجتماعی، عارضی و دامنی، قومی مدد و مصارف میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حساب

القرآن, 17, 18, 19, 20: 89 28

القرآن, 1, 2, 3, 4: 104 29

القرآن, 6, 7, 8: 100 30

القرآن, 180: 3 31

اموال خرچ کیے ہیں اور وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کے تحت ہیسے بے حساب اللہ نے ان کو دیا ہے، ویسے ہی بے حساب انہوں نے خرچ کیا ہے، اپنے اوپر بھی اور قوم کے اوپر بھی۔ تاہم چونکہ شیخ۔۔۔ مال کے خرچ کرنے میں بخل۔۔۔ انسانی فطرت کی ایک ناگزیر کمزوری ہے، ارشاد ہے:

”وَاحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحُّ“۔<sup>32</sup>

ترجمہ: ”اور نفوس انسانی میں بخل اور حرص پیوست ہے۔۔۔“

بجز ان خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے جن کو رب العالمین اپنے فضل سے اس کمزوری سے بچا لے، ارشاد ہے:

”وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“۔<sup>33</sup>

ترجمہ: ”اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل و حرص سے بچا دیئے گئے، وہی ہیں فلاح پانے والے۔۔۔“

وہ اغنیاء آج بھی اپنے اسلاف کی طرح کشاوہ دل اور کشاوہ دست موجود ہیں اور انہی کی فراخ دستی کے نتیجہ میں پاکستان واحد ملک ہے، جس میں حکومت کے اثر سے آزاد بیشمار تعلیمی اور رفاهی ادارے چل رہے ہیں، مگر عام طور پر ملک کا سرمایہ دار اور مالدار طبقہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ اور ناواقف ہونے کی وجہ سے رب العالمین کے اس فضل سے محروم ہے۔ یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔

بہر حال شیخ انسان کی ایک فطری کمزوری ہے، جو اتفاق فی سبیل اللہ کی راہ میں حاکل ہو کر سدراہ بن جاتی ہے، اس لیے قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے اتفاق کی حسب ذیل مدت میں اسلامی حکومت کو اختیار دیا ہے کہ وہ اغنیاء اور مالی استطاعت رکھنے والے لوگوں کو خرچ پر مجبور کر سکتی ہے۔

۱... بنیوی کافقہ شوہر کی مالی استطاعت کے معیار پر۔

۲... نابانو اولاد کا کافقہ۔

۳... ضرورت مندو والدین کا کافقہ۔

۴... معدور قرابت داروں کا کافقہ۔

۵... مصارفِ حرب و دفاع و امور فاہ عام، اگر حکومت کے خزانے۔۔۔ بیت المال۔۔۔ میں ان اخراجات کے لیے بقدر ضرورت مال نہ ہو۔

۶... وہ ہنگامی حالات جن میں اس بابِ سماوی کی وجہ سے یا سرمایہ داروں کی چیزیں دستیوں کی وجہ سے ملک معاشری بھر ان میں گرفتار ہو گیا ہو، یعنی ملک کا تمام تر سرمایہ اور وسائل دولت چند افراد یا خاندانوں کے ہاتھوں میں سمٹ آئے ہوں اور اکٹھا زر اور اجہادِ دولت کی صورت پیدا ہو گئی ہو۔

## خلاصہ تحقیق

"معاشری رجحان کے منفی اثرات کے سداب کے طریقے قرآن و سنت کی روشنی میں "معاشری رجحان کے ان منفی اثرات کا جامع و تقدیری مطالعہ کیا گیا ہے جو مادہ پرستی، حرص زر، خود غرضانہ مفاد پرستی اور غیر منصفانہ دولت کے ارتکاز کی صورت میں فرد اور معاشرے کو درپیش ہیں۔ تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کس طرح ایک متوازن، اخلاقی اور انسان دوست معاشری منہج فراہم کرتے ہیں جو ان منفی رجحانات کے موثر سداب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تحقیق کے نتائج سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اسلام معاشری سرگرمی کو انسانی ضرورت تسلیم کرتا ہے، گرائے مقصد حیات بنانے کی نفی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دے کر انسان کو اس کے استعمال میں جواب دہ ٹھہرایا گیا ہے، جبکہ سنت نبوی ﷺ نے کسب حلال، عدل، قناعت، افاقت، ایثار اور سماجی ذمہ داری کو معاشری نظام کی اساس بنایا ہے۔ سود، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور استھصالی طریقوں کی ممانعت دراصل انہی منفی معاشری رجحانات کے انسداد کے لیے ہے جو سماجی عدم توازن اور اخلاقی زوال کا سبب بنتے ہیں۔

اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلامی معاشری نظام محض نظری یا اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پاس زکوٰۃ، صدقات، وقف، بہت المال اور راثت جیسے عملی ادارہ جاتی حل موجود ہیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی فلاح کو یقینی بناتے ہیں۔ مزید برآں، اسلامی تعلیمات فرد کی فکری و روحانی تربیت کے ذریعے معاشری رجحان کی اصلاح کرتی ہیں، تاکہ انسان دولت کا خادم بنے، اس کا غلام نہیں۔ تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ معاشری رجحان کے منفی اثرات کا پائیدار اور ہمہ گیر حل محض معاشری پالیسیوں میں تبدیلی نہیں، بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں فکری، اخلاقی اور ادارہ جاتی اصلاحات کے جامع نفاذ میں مضر ہے۔ اگر اسلامی معاشری اصولوں کو عصری تقاضوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو ایک ایسا معاشری نظام تشکیل پاسکتا ہے جو عدل، توازن، انسانی و قار اور سماجی ہم آہنگی کا حقیقی ضامن ہو۔

## Sources and references

### Academic Designations

Ph.D. Scholar, Department of Usool-ud-Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

Associate Professor and Chairman, Department of Usool-ud-Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

### Qur'anic References

**Qur'an 30:41**

**Qur'an 9:34-35**

**Qur'an 1:41**

**Qur'an 597**

**Qur'an 2:219**

**Qur'an 32:7**

**Qur'an 31:7**

**Qur'an 114:16**

**Qur'an 26:7**

**Qur'an 81:16**

**Qur'an 80:16**

**Qur'an 2:215**

**Qur'an 2:177**

**Qur'an 36:4**

**Qur'an 34:4**

**Qur'an 2:233**

**Qur'an 2:195**

**Qur'an 19:51**

**Qur'an 2:273**

**Qur'an 10–11:93**

**Qur'an 2:263**

**Qur'an 3:133–134**

**Qur'an 9:79**

**Qur'an 9:91–92**

**Qur'an 89:17–20**

**Qur'an 104:1–4**

**Qur'an 100:6–8**

**Qur'an 3:180**

**Qur'an 4:128**

**Qur'an 16:64**

## **Hadīth References**

**Sahih Bukhari, Hadith No. 1404**

**Sahih Muslim, Hadith No. 2308**

**Sahih Muslim, Hadith No. 2376**

1.